Open Access

Al-Irfan *(Research Journal of Islamic Studies)*

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 09, Issue 18, July-December 2024,

Email: alirfan@mul.edu.pk

رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور دفاعی کاروائیوں سے متعلق مستشرقین کے شبہات

(سیرت النبی ﷺ از شبلی نعمانی/سید سلیمان ندوی کی روشنی میں تحقیقی و تنقیدی جائزہ)

"Orientalists"Doubts about the Battles and Defensive Strategies of Prophet Muhammad ﷺ

(A Critical and Analytical Review in Light of Seerat-un-Nabi by Shibli Nomani and Syed Sulaiman Nadvi)

SYED ASHFAQ AHMAD

PhD Scholar (Islamic Studies), NCBA&E, Sub Campus Multan

engrashfaqahmad3451@gmail.com

GHULAM MUSTAFA

PhD Scholar (Islamic Studies), NCBA&E, Sub Campus Multan

ABSTRACT

Many orientalists wrote about the campaigns and defensive operations of the Messenger of Allah ﷺ, but very few could describe the real facts. And could not meet the requirements of justice, or the majority of them, especially the Christian Orientalists, could not stand on the path of moderation. And the irony of it is that their attitude is regrettable. The sanctity of the pen was a requirement to avoid prejudice, but in them the nobility and honesty were seen as pure. The second is that they did not have solid knowledge about these wars and defensive operations. These Orientalists were not familiar with the Arabic language and the original sources. They were also unfamiliar with Islamic literature and art, as a result of which doubts spread. According to the people of Islam, the most important sources of biography and poetry are the Qur'an and the Hadith. While these orientalists are glorifying the revelation of the verses of the Holy Quran. And the art of hadiths was not familiar with the names of al-Rijal, Jarrah, and Tadeel. Therefore, due to their prejudice and lack of influence in knowledge, the Orientalists continued to connect the invasions and defensive operations with the wars of Jahiliyya period of the Arabs. And sometimes they accused Islam of spreading Islam by force. When the writings of these Orientalists came out, Islam offered rich scholarly answers. Among the Muslim thinkers who are giving now are the two most reliable names of Allama Shibli Nomani and Syed Sulaiman Nadvi. Who has written a book, Sirat-ul-Nabi (ﷺ) and has given a very reasoned and scholarly answer to the criticism of these orientalists. That's why we want to present a research and critical review to solve the doubts of the Orientalists in the light of the book Sirat-ul-Nabi.

Keywords:

Health, Muslim, Guidance, Social, Ethics.

تمہید:

رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور دفاعی کاروائیوں کے متعلق بہت سے مستشرقین نے قلم اٹھایا لیکن بہت کم ہی اصل حقائق کو بیان کر سکے اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کر سکے، ورنہ ان میں اکثر خصوصاً مسیحی مستشرقین راہ اعتدال پر قائم نہ رہ سکے اور اس پر ستم یہ کہ ان کا رویہ بھی افسوسناک حد تک مایوس کن رہا۔ حرمت قلم کا تقاضا تھا کہ تعصب سے احتراز کرتے لیکن ان میں شرافت وصداقت خال خال ہی دکھائی دی۔ ان کا مزاج یہ رہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ کو (نعوذ باللہ) گھنانے کے لئے ان مستشرقین کے نزدیک ہر ضعیف روایت دلیلِ قوی اور ہر قیاس آرائی معتبر تھی، انھیں عربی زبان اور سیرت کے اصل مصادر ومراجع سے یہ واقفیت نہیں تھی محض مشتبہ اور ناپختہ مواد کو قیاس اور میلان طبع کے قالب میں ڈھال کر پیش کرتے رہے۔ سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین نے زیادہ تر کتب گزشتہ دو دہائیوں میں تصنیف کیں ہیں، ان مستشرقین کے غیر منصفانہ رویے پر بہت سے مسلمان دانشوروں نے علمی تعرض کیا ہے اور ان کے تعصب وجہالت کے رازوں کی پردہ دری کی ہے۔ سیرت النبی ﷺ (شبلی نعمانیؒ/سید سلیمان ندویؒ) کی یہ تصنیف اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں نہایت مدلل اور عرق ریزی کے ساتھ سیرت النبی ﷺ کے ہر پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور دفاعی کاروائیوں کو سیرت ومغازی کی بنیادی کتب سے مفصل بیان کیا ہے۔

مستشرقین کی اہل یہود کی حمایت میں پر فریب مبالغہ آرائی:

ان مستشرقین کی کتب میں جہاں کئی موضوعات زہر آلود اور تعصب آمیز ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور دفاعی کاروائیوں کو خصوصاً تنقید کا نشانہ بنایا ہے جیساکہ مشہور مستشرق واشنگٹن ارونگ نے 1849ء میں دو جلدی کتاب تصنیف کی جس میں وہ لکھتا ہے:

> (Muhmmadﷺ)Mahmet now sought no longer to conciliate the Jews; on the contrary, they became objects of his religious hostility. He revoked the regulation by which he had made Jerusalem the kebla or point of prayer,and established Mecca in its place; toward which ever since, the Mahometans turn their faces when performing their devotions"(1)

(ترجمہ) اب (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ صلح کرنے کی کوشش نہیں کی، بلکہ اب وہ ان کی مذہبی دشمنی کے نشانہ پر تھے۔ آپ نے اس ضابطے کو منسوخ کر دیا جس کے ذریعے آپ نے یروشلم کو قبلہ یا نماز کی سمت

(1) Washington Irving,Mahomet(Muhmmad)and his successors, (New York and London: The co-operative publication society),133.

مقرر کیا تھا،اور اس کی جگہ قبلہ مکہ کو ٹھہرایا؛ جس کے بعد سے، محمدی (اصحاب رسول اللہ ﷺ) اپنی عبادت کرتے وقت (کعبہ کی طرف) منہ موڑ لیتے۔

واشنگٹن ارونگ کے اس تعصب یا جہالت پر کف افسوس ہی ملا جاسکتا ہے جب کہ اقوام عالم یہودیوں کے بارے میں اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے اور ان کی یہ فطرت دنیا سے ڈھکی چھپی نہیں زمانہ قدیم سے لیکر عصر حاضر تک انھوں نے ہر مذہب ہر فکر و نظر والوں سے بغض و حسد رکھا ہے۔ ، تمرّد و سرکشی ، کبر ور عونت ، حرص و حسد، بد معاملگی و بدعہدی اور مکر و فریب ان کے خصائل و اوصاف ہیں یہ مشرق، مغرب یا دنیا میں جہاں بھی رہے یہ تین ہزار سال پہلے بھی ایسے ہی تھے جیسے آج ہیں جس پر اقوام عالم کے تاثرات کو بیان کیا جاسکتا ہے ان میں سے صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے جو نازی حکومت کے وزیر نشریات ڈاکٹر گوبلس نے بیان کیا۔

"لندن ٹائمز کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ نازی حکومت کے وزیر نشریات ڈاکٹر گوبلس نے کانگریس کے سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اس حقیقت کو بے نقاب کیا ہے کہ یہودی ایک خطرناک اور دوسروں کے خون سے پیٹ بھرنے والی قوم ہے"(1)

اپنی تصنیف میں واشنگٹن ارونگ نے کذب وافترا کی تمام حدیں پار کی ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ جب مسلمان ہجرت کرکے مکہ سے مدینہ آئے تو سب سے پہلے مدینہ میں آباد یہودی قبائل بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریضہ سے تعلقات استوار کرنے کی بھرپور کوشش کی اور ان کے ساتھ میثاق مدینہ کے عنوان سے امن و امان کے قیام کے لیے معاہدے کیے سیرۃ النبی ﷺ کے مصنف بیان کرتے ہیں :

"آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو پہلا کام یہ تھا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے تعلقات واضح اور مظبوط ہو جائیں، آپ نے انصار اور یہود کو بلا کر حسب ذیل شرائط پر ایک معاہدہ لکھوایا جس کو دونوں فریق نے منظور کیا، یہ معاہدہ ابن ہشام میں پورا مذکور ہے۔(1) خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ چلا آتا تھا اب بھی قائم رہے گا۔(2) یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔(3) یہودی اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔(4) یہود یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا(5) کوئی فریق قریش کو امان نہ دے گا۔(6) مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق شریک یکدگر ہوں

(2) محمد طیب، مولانا، اسرائیل کتاب وسنت کی روشنی میں، (لاہور، ادارہ اسلامیات، 1978ء)، 48۔

گے(7) کسی دشمن سے اگر ایک گروہ صلح کرے گا تو دوسرا بھی شریک صلح ہو گا لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہو گی"(1)

آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں یہودیوں اور مسلمانوں کے اتحاد کو قائم رکھنے کی بھرپور کوشش کی حتیٰ کہ جن چیزوں میں کوئی خاص حکم الہیٰ نہ ہوتا تو آپ اہل کتاب کی موافقت فرمالیتے تھے جیساکہ بخاری شریف میں ایک روایت بیان کی گئی:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ وَاليَهُودُ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَسَأَلَهُمْ، فَقَالُوا: هَذَا اليَوْمُ الَّذِي ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوهُ»"(2)

(ترجمہ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہودی عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ اس روز حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون پر غلبہ حاصل کیا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر ہم ان کے مقابلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں۔ پس آپ نے روزہ رکھا۔

یہود ایسے کورباطن اور سخت دل تھے جن پر آنحضرت ﷺ کی اعلیٰ اخلاقیات کا ذرہ برابر اثر نہیں ہوا آپ ﷺ نے تو ہر طرح سے یہود کے ساتھ شفقت و مہربانی کا برتاؤ کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ تو ان کے جنازوں تک کی تعظیم میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے:

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ، فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا بِهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُودِيٍّ، قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الجِنَازَةَ، فَقُومُوا»"(3)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے پھر ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ جب جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

---

(1) شبلی نعمانی، علامہ، سلیمان ندوی، علامہ سید، سیرۃ النبی ﷺ، (لاہور: ادارہ اسلامیات، اشاعت اول، 1423ھ۔2002ء)، 1:193

(2) بخاری، محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ، صحیح بخاری، (مصر: دار طوق النجاہ، اشاعت اوّل، 1422ھ/۲۰۰۱ء)، 6:96، حدیث 4737

(3) بخاری، محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ، صحیح بخاری، 2:85، حدیث 1311

آنحضرت ﷺ کی جانب سے صلح اورامن کی ہر ہر کوشش کو مدینہ کے یہودیوں نے سبوتاژ کیا اسلام کے خلاف آئے روز سازشوں کے جال بنتے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے:

"یہودیوں نے معمول کرلیا تھا کہ آنحضرت ﷺ سے سلام علیکم کرتے تو بجائے السلام علیک کے السام علیک کہتے تھے جس کے معنی یہ ہیں: "تجھ کو موت آئے"ایک دفعہ حضرت عائشہؓ بھی موجود تھیں،انہوں نے سناتوان کو سخت غصہ آیااور بے اختیار بول اٹھیں کہ "کم بختو!تم کو موت آئے"آنحضرت ﷺ نے فرمایا"نرمی سے کام لو"حضرت عائشہؓ نے کہاآپ نے کچھ سنا بھی کہ ان لوگوں نے کیا کہا؟آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں،لیکن یہ کافی ہے کہ میں نے علیک کہہ دیا۔"(1)

گزرتے وقت کے ساتھ یہودیوں کی سازشوں اور مسلم دشمنی میں اضافہ ہوتا چلا گیااس پر ستم یہ کہ مدینہ میں منافقین کا بھی ایک گروہ پیدا ہوگیا تھا جنہوں نے بظاہر تو اسلام قبول کیا درحقیقت مسلمانوں کے بدترین دشمن تھے ان منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اس کا یہودیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ تھااوران کی سازشوں میں برابر کا شریک تھا۔بدر کی فتح کے بعد یہودیوں کی سازشیں خطرناک حد تک بڑھ گئیں بنو قینقاع والے اتنے جری ہوئے کہ مسلمانوں کو کھلم کھلا دھمکیاں دینے لگے اسی دوران ایک اتفاقی حادثہ پیش آگیاایک انصاری کی بیوی ایک یہودی کی دکان سے خریداری کے لیے گئیں اس یہودی نے ان کی بے حرمتی کی ایک مسلمان نے غیرت میں آکر اسے قتل کر دیااوریہودیوں نے اس مسلمان کو قتل کر دیا جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہواتو آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئےاور فرمایا:

"اللہ سے ڈروایسانہ ہوتم پر بھی بدر والوں کی طرح عذاب آئے"بولے کہ ہم قریش نہیں ہیں،ہم سے معاملہ پڑے گا تو ہم دکھادیں گے کہ لڑائی اس کا نام ہے چونکہ ان کی طرف سے نقض عہد اوراعلان جنگ ہوگیا تھا مجبور ہو کر آنحضرت ﷺ نے لڑائی کی،وہ قلعہ بند ہوئے پندرہ دن تک محاصرہ رہابالاخراس پر راضی ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ فیصلہ کریں گے ان کو منظور ہوگا،عبداللہ بن ابی ان کا حلیف تھااس نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ وہ جلاوطن کردیے جائیں"(2)

جس طرح سے بنو قینقاع والوں نے بدعہدی اور شرارتیں کیں اسی رخ پر بنو نضیر چلے۔قریش نے بنو نضیر کو پیغام بھیجاکہ آنحضرت ﷺ کو قتل کردو ورنہ ہم تم پر لشکر کشی کردیں گے بنو نضیر پہلے ہی تیار بیٹھے تھے اس پیغام کو پاکر اورزیادہ رسول اللہ ﷺ کے آمادہ قتل ہوئے۔غزوہ بدر کے بعد قریش نے یہودیوں کو خط لکھا کہ تمہارے پاس قلعے

(1)شبلی نعمانی،علامہ،سلیمان ندوی،علامہ سید،سیرۃ النبی ﷺ،247:1
(2)شبلی نعمانی،علامہ،سلیمان ندوی،علامہ سید،سیرۃ النبی ﷺ،251:1

اور اسلحہ ہے تم لازماً محمد رسول اللہ سے جنگ کرو۔اس حوالے سے امام زھری کی ایک روایت کا حوالہ جو سیرۃ النبی ﷺ میں بیان کیا گیا ہے:

" فَأَرْسَلُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْرُجْ إِلَيْنَا فِي ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ، وَلْيَخْرُجْ مِنَّا ثَلَاثُونَ حَبْرًا، حَتَّى نَلْتَقِيَ بِمَكَانِ الْمَنْصَفِ فَيَسْمَعُوا مِنْكَ، فَإِنْ صَدَّقُوكَ وَآمَنُوا بِكَ آمَنَّا بِكَ، فَقَصَّ خَبَرَهُمْ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، غَدَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكَتَائِبِ فَحَصَرَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ: «إِنَّكُمْ وَاللَّهِ لَا تَأْمَنُونَ عِنْدِي إِلَّا بِعَهْدٍ تُعَاهِدُونِي عَلَيْهِ»فَأَبَوْا أَنْ يُعْطُوهُ عَهْدًا، فَقَاتَلَهُمْ يَوْمَهُمْ ذَلِكَ، ثُمَّ غَدَا الْغَدُ عَلَى بَنِي قُرَيْظَةَ بِالْكَتَائِبِ، وَتَرَكَ بَنِي النَّضِيرِ وَدَعَاهُمْ إِلَى أَنْ يُعَاهِدُوهُ، فَعَاهَدُوهُ، فَانْصَرَفَ عَنْهُمْ، وَغَدَا عَلَى بَنِي النَّضِيرِ بِالْكَتَائِبِ، فَقَاتَلَهُمْ حَتَّى نَزَلُوا عَلَى الْجَلَاءِ، فَجَلَتْ بَنُو النَّضِيرِ، وَاحْتَمَلُوا مَا أَقَلَّتِ الْإِبِلُ مِنْ أَمْتِعَتِهِمْ، وَأَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ، وَخَشَبِهَا، فَكَانَ نَخْلُ بَنِي النَّضِيرِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً"(1)

یعنی اسی دوران بنو نضیر نے دھوکہ دینے کا ارادہ کیا ان لوگوں نے نبی ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ اپنے تیس ساتھی ہمارے پاس لے آئیں ہم بھی اپنے تیس عالم لے آئیں گے اور کسی درمیانی جگہ ملاقات کر لیں یہ لوگ آپ کی گفت گو سنیں گے اگر انھوں (احبار) نے آپ ﷺ کی تصدیق کر دی تو ہم بھی تم پر ایمان لے آئیں گے۔پس نبی کریم ﷺ نے ان کی خبر (لوگوں کو) بتادی۔جب اگلا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ لشکر لے کر گئے اور ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کو پیغام دیا کہ اللہ کی قسم مجھے تم لوگوں پر کوئی اعتبار نہیں ہے صرف ایک صورت ہے کہ تم میرے ساتھ ایک نیا عہد (نئے سرے سے) کروان لوگوں نے عہد وپیمان کرنے سے انکار کر دیا تو آپ نے ان سے اس دن جنگ کی۔پھر اگلے دن لشکر لے کر بنو قریظہ پر چڑھائی کر دی اور بنو نضیر کو چھوڑ دیا۔آپ نے ان (بنو قریظہ) سے مطالبہ کیا کہ وہ (دوبارہ) سے عہد وپیمان کریں انہوں نے معاہدہ کر لیا اور آپ نے ان سے توجہ ہٹالی اور (اگلے روز) بنو نضیر پر لشکر کشی کی اور ان سے جنگ کی حتیٰ کہ وہ جلاوطنی پر تیار ہو گئے۔چنانچہ بنو نضیر جلا وطن ہوئے اور جو وہ گھر کا اسباب وہ اٹھا سکتے تھے گھروں کے دروازے، شہتیر اور کڑیاں وغیرہ اونٹوں پر لادیں چنانچہ بنو نضیر کی کھجوریں خاص طور سے آپ ﷺ کی تحویل میں آگئیں جو اللہ نے آپ کو عنایت فرمائیں۔

(1)ابوداود، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شراد (م275ھ)سنن ابی داود، بیروت، المکتبۃ العصریۃ، صیدا، س ن،156:3، روایت 3004

واشنگٹن ارونگ نے ان مندرجہ بالا بیان کردہ حقائق کو یکسر سبوتاژ کرکے الٹاالزام رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر لگادیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے یہود سے صلح کرنے کی کوشش نہیں بلکہ ان سے اس حد تک عداوت رکھی کہ اپنا قبلہ تک بدل لیا جب قبلہ بدلنے کی وجہ کسی کی عداوت نہیں بلکہ امر الہیٰ کی تعمیل تھی سورۃ البقرۃ میں اس کا حکم دیا گیا:

﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾(1)

(ترجمہ)آپ اپنامنہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور آپ جہاں کہیں بھی ہوں اپنامنہ اسی سمت پھیرا کریں۔

تحویل قبلہ سے یہودی سخت برہم ہوئے اس سے ان کے مذہبی تفوق کے دعوے کو صدمہ پہنچا جب تک مسلمان بیت المقدس کی جانب رخ کرکے نماز ادا کرتے رہے اس پر یہودی فخر کرتے کہ مسلمان بھی انہی کے قبلہ کی جانب رخ کرکے نماز پڑھتے ہیں لیکن:

"جب اسلام نے قبلہ بھی بدل دیا تو ان کی ناراضی اور برہمی کا پیالہ بالکل لبریز ہو گیا۔انہوں نے یہ طعنہ دینا شروع کیا کہ محمد ﷺ چونکہ ہر بات میں ہماری مخالفت کرنا چاہتے ہیں اس لئے قبلہ بھی مخالفت کے ارادہ سے بدل دیا"(2)

مستشرقین کی غزوات نبوی ﷺ کو دور جاہلیت کی جنگوں سے جوڑنے کی ناکام کوشش:

یہ مستشرقین اپنے تعصب اور علم میں رسوخ نہ ہونے کی وجہ سے غزوات اور دفاعی کاروائیوں کو کبھی عربوں کی دور جاہلیت کی جنگوں سے جوڑتے رہے اور کبھی جبر و تلوار کے زور پر اشاعت اسلام کا الزام لگاتے رہے اور کبھی صرف مال غنیمت کے حصول کے لیے بے دریغ تلواریں چلانے والے گردانتے رہے جیسا کہ مصنف ولیم میور کا قلم شر رافشانی کرتا ہے واقعہ غزوہ بدر کو توڑ مروڑ کر اس طرح سے پیش کرتا ہے کہ جیسے وہ صرف ایک مال لوٹنے کی کاروائی تھی:

“Time passed and the spies delaying their return. Muhmmad ﷺ became impatient. He resolved on immediate action; and thus addressed the peple. See I here cometh a caravan in which the Coreish have embarked much wealth come let us go forth; peradvent the lord will enrich us with the same eagerly responded to the both refugees and citizens”(3)

---

(1)سورۃالبقرۃ،144:2

(2)شبلی نعمانی،علامہ، سلیمان ندوی،علامہ سید، سیرۃ النبی ﷺ،196:1

3 -William Muir, Sir, Mahmet (Muhhmadﷺ)and Islam, the religious tract socity,56 pateenostee row,65 St,paul,s Churchyard.1961,p84s

(ترجمہ) وقت گزرتا گیا اور جاسوسوں کی واپسی میں تاخیر ہونے پر (نعوذ باللہ) محمد ﷺ بے صبرے ہو گئے؛ آپ نے فوری کارروائی کا عزم کیا؛ اور اس طرح لوگوں سے مخاطب ہوئے کہ یہاں میں دیکھ رہا ہوں ایک قافلہ آرہا ہے جس میں قریش بہت زیادہ دولت لے کر آرہے ہیں، چلو چلو، ہو سکتا ہے کہ رب ہمیں غنی کر دے اسی بے تابی سے دونوں مہاجرین اور انصار کو جواب دیا۔

ولیم میور نے جو گل افشانی کی ہے حقیقت اس کے یکسر برعکس ہے۔

ابوسفیان جو تجارتی قافلہ شام کی جانب لیکر گئے اس کی آمدن سے مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کی جانی تھی اس قسم کے تجارتی قافلوں کے لیے گزرگاہ کو دشوار بنانے میں مسلمان حق بجانب تھے مقصد بھی صرف ان قافلوں سے چھیڑ چھاڑ کرنا تھا نہ کہ مال واسباب کو لوٹنا تاکہ مستقبل میں اس کا صدباب ہو سکے اس کے ساتھ ساتھ ان قافلوں کے لیے دشواری پیدا کرنے کا مقصد یہ بھی تھا کہ قریش مکہ نے مدینہ والوں پر مکہ میں داخلہ دشوار کر دیا تھا اس حوالہ سے ایک روایت بخاری شریف میں بیان کی گئی جس کو مذکورہ سیرت کی کتاب میں بھی بیان کیا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا، قَالَ: فَنَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ أَبِي صَفْوَانَ، وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا انْطَلَقَ إِلَى الشَّأْمِ، فَمَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ، فَقَالَ أُمَيَّةُ، لِسَعْدٍ: انْتَظِرْ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ، وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتُ فَطُفْتُ، فَبَيْنَا سَعْدٌ يَطُوفُ إِذَا أَبُو جَهْلٍ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا الَّذِي يَطُوفُ بِالكَعْبَةِ؟ فَقَالَ سَعْدٌ: أَنَا سَعْدٌ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: تَطُوفُ بِالكَعْبَةِ آمِنًا، وَقَدْ آوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَتَلاَحَيَا بَيْنَهُمَا، فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ: لاَ تَرْفَعْ صَوْتَكَ عَلَى أَبِي الحَكَمِ، فَإِنَّهُ سَيِّدُ أَهْلِ الوَادِي، ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ: وَاللَّهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ لَأَقْطَعَنَّ مَتْجَرَكَ بِالشَّامِ"(1)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذؓ عمرہ کی نیت سے (مکہ) تشریف لائے اور امیہ بن خلف ابوصفوان کے یہاں اترے۔ امیہ بھی شام کو جاتے ہوئے جب مدینہ سے گزرتا (تجارتی قافلوں کے ساتھ) تو حضرت سعد بن معاذؓ کے پاس قیام کرتا تھا۔ امیہ نے حضرت سعیدؓ سے کہا، ابھی ٹھہرو جس وقت دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں (اس وقت طواف کرنا کیونکہ مکہ کے لوگ مسلمانوں کا آنا پسند کرتے تھے) سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جا کر طواف شروع کر دیا ابھی طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل سامنے سے آگیا اور اس نے پوچھا کہ یہ کعبہ کا طواف کون کر رہا ہے؟ حضرت سعدؓ بولے کہ میں سعد ہوں۔ ابوجہل بولا: تم خوب

---

(1) بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، صحیح بخاری، 4:205، روایت نمبر 3632

امن سے کعبہ کا طواف کر رہے ہو جبکہ تم نے محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا کو پناہ دے رکھی ہے۔ سعدؓ نے کہا یہ درست ہے۔ اس طرح دونوں میں تکرار بڑھ گئی۔ پھر امیہ نے سعدؓ سے کہا (ابو جہل) ابو لحکم کے سامنے اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ وہ وادی مکہ کا سردار ہے۔ اس سعدؓ نے کہا: اللہ کی قسم اگر تم مجھے بیت اللہ کا طواف سے روکو گے تو میں تمہاری شام کی تجارت خاک میں ملا دوں گا۔

دو ہجری رجب کے مہینے میں آنحضرت ﷺ نے عبد اللہ بن جحش کو مقام نخلہ میں قریش کی نقل و حمل کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا کہ حالات کا پتہ لگاؤ اور اگر کوئی معاملہ پیش آئے تو اطلاع دو:

"اتفاق یہ کہ قریش کے چند آدمی جو شام سے تجارت کا مال لئے آتے تھے، سامنے سے نکلے۔ حضرت عبد اللہؓ نے ان پر حملہ کیا، ان میں سے ایک شخص عمرو بن الحضرمی مارا گیا۔ دو گرفتار ہوئے اور مال غنیمت ہاتھ آیا، حضرت عبد اللہ نے مدینہ میں آکر یہ واقعہ بیان کیا اور غنیمت کی چیزیں پیش کیں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو یہ اجازت نہیں دی تھی، غنیمت قبول کرنے سے بھی آپ ﷺ نے انکار فرمایا۔"[1]

مقتول عمرو بن الحضرمی کا شمار مکہ کے معززین میں ہوتا تھا جو کہ عبد اللہ حضرمی کا بیٹا تھا اس واقعہ نے تمام قریش کو مشتعل کر دیا قریش مکہ تو ویسے بھی مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لیے بہانے ڈھونڈ رہے تھے قریش عبد اللہ بن ابی اور یہود کو پیغام بھی بھیج چکے تھے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دیں اور ہجرت مدینہ کے بعد سے ہی قریش نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں جنگ کے مصارف کے لیے ابو سفیان شام کی جانب تجارتی قافلہ لے کر گئے جس میں تمام مکہ والوں نے اپنا سرمایا لگایا تھا۔

"وأقبل أَبُو سُفْيَان بْن حرب بالعير. وقد خافوا خوفا شديدا حين دنوا من المدينة"[2]

(ترجمہ) ابو سفیان بن حرب قافلہ لے کر آیا، جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو بہت ڈر گئے۔

یعنی قریش جنگ کی تیاریوں میں پہلے سے لگے ہوئے تھے جوش انتقام میں ابو سفیان کے تجارتی قافلے میں کل سرمایا مکہ والوں نے اگل دیا تھا تاکہ اس کی آمدن سے مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کی جا سکے۔ بس حضرمی کے قتل کا واقعہ نے جلتی پر تیل کا کام کیا معرکہ بدر اسی سلسلہ سے وابستہ ہے سیرت النبی ﷺ کے مصنفین بیان کرتے ہیں:

---

(1) شبلی نعمانی، علامہ، سلیمان ندوی، علامہ سید، سیرۃ النبی ﷺ، 201:1

(2) ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد بن سعد، (م230ھ) الطبقات ابن سعد، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولی 1410ھ، 1990ء)، 9:2

"واقعہ یہ ہے کہ حضرمی کے قتل نے تمام مکہ کو جوش انتقام سے لبریز کر دیا تھااور اس سلسلہ میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی پیش آگئیں، دونوں فریق ایک دوسرے سے پُر حذر رہتے اور جیسا کہ ایسی حالتوں میں عام قاعدہ ہے غلط خبریں خود بخود پھیل جاتی ہیں، اسی اثناء میں ابوسفیان قافلۂ تجارت کے ساتھ شام گیااور ابھی وہ شام میں تھا کہ خبر وہاں مشہور ہوگئی کہ مسلمان قافلہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ابوسفیان نے وہیں سے مکہ آدمی دوڑایا کہ قریش کو خبر ہو جائے قریش نے لڑائی کی تیاری شروع کردیں ،مدینہ میں مشہور ہوا کہ قریش ایک جمعیت لے کر مدینہ آرہے ہیں۔آنحضرت ﷺ نے مدافعت کا قصد کیااور بدر کا معرکہ پیش آیا۔"(1)

ابوسفیان کا تجارتی قافلہ خیریت سے مکہ پہنچ گیا تو قبیلہ عدی اور زہرہ کے سرداروں نے کہا کہ قافلہ واپس پہنچ گیا ہے اب جنگ کی ضرورت نہیں لیکن ابوجہل نہ مانا اور یہ دونوں قبائل ناراض ہو کر واپس چلے گئے لیکن ابوجہل کی ضد پر قریش پھر بھی مدینہ پر لشکر کشی کرتے ہیں بدر پہنچ کر بھی قریش کے کچھ افراد نے جنگ کو ٹالنے کی کوشش کی حکیم بن حزام نے عتبہ سے کہا کہ قریش کا مطالبہ حضرمی کے خون کا مطالبہ ہے آپ یہ خون بہا ادا کردیں جنگ ٹل جائے گی عتبہ نے اسے قبول کرلیا لیکن ابوجہل کی تائید چاہیے تھی جب عتبہ نے اس بارے میں ابوجہل سے بات کی:

"عتبہ کا پیغام سن کر بولا"ہاں عتبہ کی ہمت نے جواب دے دیا ہے"عتبہ کے فرزند ابوحذیفہؓ اسلام لا چکے تھے اور اس معرکہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ آئے تھے اس بنا پر ابوجہل نے بدگمانی کی کہ عتبہ لڑائی سے جی چراتا ہے کہ اس کے بیٹے پر آنچ نہ آئے۔ابوجہل نے حضرمی کے بھائی ابوعامر کو بلا کر کہا، دیکھتے ہو تمہارا خون بہا تمہاری آنکھ کے سامنے آکر نکلا جاتا ہے۔عامر نے عرب دستور کے مطابق کپڑے پھاڑ ڈالے اور گرد اڑا کر واعمواہ واعمواہ کا نعرہ مارنا شروع کر دیا اس واقعہ نے تمام فوج میں آگ لگادی۔عتبہ نے ابوجہل کا طعنہ سنا تو غیرت سے سخت برہم ہوا اور کہا میدان جنگ بتادے گا کہ نامردی کا داغ کو اُٹھاتا ہوں۔"(2)

Wellhausen, Dozy, Springer, Carlyle, William Muir وغیرہ سمیت دوسرے مستشرقین نے بھی اسلام کے فلسفہ جہاد کو سمجھا ہی نہیں بلا تحقیق رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور دفاعی کاروائیوں کو کبھی اپنے مذہبی نظریات کو طاقت کے بل بوتے پر منوانے کا الزام تھوپتے رہے اور کبھی حصول مال ومتاع سے جوڑتے رہے ۔جبکہ رسول اللہ ﷺ کا مقصد حیات صرف اشاعت اسلام تھااور جہاد کا مقصد صرف رضائے الٰہی تھا۔سنن ابی داود میں ایک حدیث بیان کی گئی جسے مذکورہ سیرت کی کتاب میں بھی بیان کیا گیا ہے:

(1) شبلی نعمانی، علامہ، سلیمان ندوی، علامہ سید، سیرۃ النبی ﷺ، 218:1

(2) شبلی نعمانی، علامہ، سلیمان ندوی، علامہ سید، سیرۃ النبی ﷺ 205:1

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضًا مِنْ عَرَضِ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا أَجْرَ لَهُ». فَأَعْظَمَ ذَلِكَ النَّاسُ، وَقَالُوا لِلرَّجُلِ: عُدْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعَلَّكَ لَمْ تُفَهِّمْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضًا مِنْ عَرَضِ الدُّنْيَا، فَقَالَ: «لَا أَجْرَ لَهُ». فَقَالُوا: لِلرَّجُلِ عُدْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: الثَّالِثَةَ. فَقَالَ لَهُ: «لَا أَجْرَ لَهُ»"(1)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی جہاد کے لئے نکلتا ہے مگر اس کی غرض دنیا کا مال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے کوئی ثواب نہیں۔ لوگوں پر یہ فرمان گراں گزرا، انہوں نے اس شخص سے کہا دوبارہ پوچھو، شاید تم اپنی بات کی وضاحت نہ کر سکے ہو۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلتا ہے اور غرض دنیا کا مال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔ اس شخص سے لوگوں نے پھر کہا رسول اللہ ﷺ سے پھر پوچھو۔ اس شخص نے آپ ﷺ سے تیسری بار پوچھا تو بھی آپ ﷺ نے یہی فرمایا اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔

یورپی مصنفین کی دروغ گوئی:

ایڑی چوٹی کا زور یورپی مصنفین نے اس بات پر لگایا کہ مکہ میں رہ کر آپ ﷺ واعظ و دعوت کا کام کرتے رہے لیکن جب آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی آپ واعظ اور داعی اسلام نہ رہے بلکہ اب ایک بڑا لشکر آپ کی سرکردگی میں تھا آپ ﷺ نے منکرین کو دعوت اسلام دینے سے کنارہ کیا جو کذب وافتراع اور تعصب کی انتہا ہے یورپی مصنفین کی اس دروغ گوئی کا اعتراف ڈاکٹر سر تھامس آرنلڈ نے بھی کھلے الفاظوں میں کیا ہے:

"یورپ کے مصنفوں نے اس بات کو اکثر لکھا ہے کہ ہجرت کے وقت سے جبکہ رسول ﷺ مدینہ میں پہنچے تو واقعات زندگی متغیر ہونے سے آپ بالکل جداگانہ صورت میں ظاہر ہوئے۔ اب آپ اسلام کے واعظ اور ناصح اور آدمیوں میں خدا کے بھیجے ہوئے رسول جن کو آپ ایسے دین کے حق میں ترغیب دیتے جو وحی سے آپ پر نازل ہوا تھا نہ رہے بلکہ نعوذ باللہ ایسے غیر محتاط اور متعصب شخص ثابت ہوئے جو قوت کے طریقوں اور مدبرانہ تدبیروں

---

(1) ابوداود، سلیمان بن اشعث بن اسحاق (م275ھ) سنن ابی داود، 14:3، حدیث 2516

کو جہاں تک میسر آئیں اپنے واسطے اوراپنی رائے کی ترجیح کے لئے استعمال کرنے لگے(نعوذ باللہ)(نقل کفر، کفرنا باشد)۔"[1]

مستشرقین نے ان حالات کو یکسر نظرانداز کر دیا جن حالات کا مسلمانوں کو سامنا تھامکہ سے مدینہ ہجرت کر جانے کے بعد مسلمانوں کو ایک جداگانہ صورتحال کا سامنا تھاایک مدت تک مسلمان راتوں کو پہرہ دیتے پورا عرب تمام مسلمانوں کا دشمن بنا ہوا تھا مسلمان راتوں کو ہتھیار باندھ کر سوتے تھے رات رات بھر جاگ کر گزارتے بخاری شریف کی ایک روایت جس کا حوالہ مذکورہ سیرت کی کتاب میں بھی موجود ہے:

"عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، تَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ المَدِينَةَ، قَالَ: «لَيْتَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ»، إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلاَحٍ، فَقَالَ: «مَنْ هَذَا؟»، فَقَالَ: أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ، وَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"[2]

عامر بن ربیعہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا: نبی کریم ﷺ نے (ایک رات) جاگ کر گزاری، جب مدینہ پہنچے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کاش! کوئی نیک مرد میرے اصحاب میں سے ایسا ہوتا جو رات بھر ہم پر پہرہ دیتا! ابھی یہ باتیں چل رہی تھیں ہم نے ہتھیار کی جھنکار سنی۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کون صاحب ہیں، (جواب میں) کہا میں ہو سعد ابن ابی وقاص، آپ ﷺ کا پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ پھر نبی ﷺ خوش ہوئے۔ان کے لیے دعا فرمائی اور آپ ﷺ سو گئے۔

مدینہ آکر حالات اس رخ پر چلے گئے اب اپنے بچاؤ کے لیے ہتھیار اٹھانا ضروری ہو گیا تھا دوسرے اللہ تبارک تعالیٰ کی جانب سے جہاد کا حکم بارہ صفر دو ہجری کو ہوا۔ نبی کا ہر قدم اور ہر فیصلہ تائید خداوندی سے ہوتا ہے جہاد کے حکم کے بارے میں جو پہلی آیت نازل ہوئی زرقانی بیان کرتے ہیں:

(1) تھامس آرنلڈ، ڈاکٹر سر، مترجم، محمد عنایت اللہ دہلوی، دعوت اسلام، ترجمہ دی پریچنگ آف اسلام، (کراچی نمبر 1، مسعود پبلشنگ ہاؤس، بلاسس اسٹریٹ، طبع دوم، 1964ء)، 46،47

(2) بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، صحیح بخاری، 34:4، حدیث نمبر 2885

"وأذن الله تعالى لرسوله عليه السلام بالقتال. قال الزهري: أول آية نزلت في الإذن بالقتال ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾"(1)

(ترجمہ) اللہ تعالی نے رسول اللہ کو قتال کی اجازت دی۔ امام الزھری نے کہا، یہ پہلی آیت جہاد کی اجازت کے لیے نازل ہوئی، جن (مسلمانوں) سے (مشرک) جنگ کر رہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں بیشک ان کی مدد پر اللہ قادر ہے۔

سورۃ الحج کی یہ آیت نمبر 39 ہے جس میں جہاد کی اجازت دی گئی اسی طرح تفسیر القرطبی میں یہ روایت ہے جس کے نسائی اور ترمذی راوی ہیں:

"وَرَوَى النَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ لَيَهْلِكُنَّ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى" أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ" فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ سَيَكُونُ قِتَالٌ"(2)

(ترجمہ) نسائی اور ترمذی نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہتے ہیں جب نبی ﷺ مکہ سے نکلے (یعنی ہجرت کی) ابو بکر کہتے ہیں (اللہ تعالی نے) ان کے نبی ﷺ کو اس لئے نکالا تا کہ انہیں (مشرکین مکہ) کو ہلاک کرے، اللہ تعالی نے نازل فرمایا ان (مسلمانوں) سے (کافر) لڑتے ہیں ان لوگوں کو مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں بیشک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے "حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں تحقیق مجھے معلوم تھا عنقریب (کافروں) سے قتال ہو گا۔

ان مستشرقین نے اپنی جہالت یا کم علمی کی وجہ سے یا پھر بغض وحسد کی وجہ سے مندرجہ بالا ان قرآنی فرامین کو اور ان مستند روایات کو یکسر نظر انداز کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر اعتراض اٹھا دیا کہ آپ ﷺ نعوذ باللہ مدینہ سے ہجرت کرنے کے بعد مکہ جا کر بدل گئے اور مخالفین پر تلوار کھینچ لی۔ جب کہ حقائق یہ ہیں کہ جب نبی کریم مکہ سے مدینہ چلے گئے قریش نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اسلام کو مٹا دیا جائے کیوں کہ اگر اسلام باقی رہتا ہے تو ان کے مذہب کو نقصان

---

(1) الذرقانی، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی (م1122ھ) شرح الزرقانی علی المواھب الدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، ناشر دارالکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولی 1417ھ، 1996ء، 2:218

(2) القرطبیؒ، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر (م671ھ) تفسیر القرطبیؒ، القاھرہ، دارالکتب المصریۃ، 1384ھ، 1964ء، 12:68

پہنچے گا اور پورے پر سے ان کا تفوق اور اثر ختم ہو جائے گا اور اہل اسلام بھی اپنے معروضی حالات اور اہل عرب کی فطرت سے بخوبی واقف تھے سیرۃ النبی ﷺ کے مصنفین بیان کرتے ہیں:

"اس بناپر ایک طرف تو قریش نے خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کیں، دوسری طرف تمام قبائل عرب کو بھڑکایا کہ یہ نیا گروہ اگر کامیاب ہو گیا تو تمہاری آزادی بلکہ ہستی بھی فنا ہو جائے گی۔ بیعت عقبہ میں جب انصار آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کررہے تھے تو ایک انصاری نے کہا" برادران من! جانتے ہو کس چیز پر بیعت کررہے ہو؟ یہ عرب وعجم سے اعلان جنگ ہے"(1)

خلاصہ کلام:

رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور دفاعی کاروائیاں صرف حکم الٰہی کی روشنی میں اور رضائے الٰہی کے لیے کی گئیں۔ زمانہ رسول اللہ ﷺ میں جتنے بھی معرکہ کارزار ہوئے ان میں اگر یہودیوں کو دیکھا جائے تو انھوں نے اپنی شرارتوں اور بدفطرتی کی وجہ سے معاملات اس نہج پر پہنچا دیے کہ نتیجہ میں تلواریں نکل آئیں اور اگر مشرکین مکہ کی جانب دیکھیں تو ان کی آتش انتقام کسی طرح سرد ہونے کا نام نہ لیتی تھی وہ بار بار لشکر لیکر مدینہ پر حملہ آور ہوتے۔

جب کہ مستشرقین جن میں Dozy, Wellhausen, William Muir, Carlyle کے نام سرفہرست ہیں اپنی کم علمی اور تعصب کے کی وجہ سے اسلام کے فلسفہ جہاد کو نہ سمجھ سکے اور غزوات نبوی ﷺ کو نہایت بھونڈے انداز میں بیان کیا جس پر اہل اسلام کے مفکرین نے قلم اٹھایا اور مستشرقین کی تحریروں کا مدلل اور علمی جواب پیش کیا۔ اسی طرح سیرت النبی ﷺ کے مصنفین مولانا شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی نے بھی ان مستشرقین کی ان تحریروں کا خوب تسلی بخش جواب پیش کیا ہے ہم نے بھی اپنے اس آرٹیکل میں مستشرقین کے مذکورہ حوالے سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کا جواب اسی کتاب سیرت النبی ﷺ سے پیش کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(1) شبلی نعمانی، علامہ، سلیمان ندوی، علامہ سید، سیرۃ النبی ﷺ، 1:350